الحکم

قیمت پیشگی سالانہ ســہ

قیمت پیشگی سالانہ ســہ

نمبر ۷ و ۸ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۳ و ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں بر صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے بیان پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ - قیمت بلا محصول ۲/

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن - قیمت ۱/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمن

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

تھوڑے سے عرصہ میں ایک منظوم رسالہ موسوم بالانتباہ چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگا - جو جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے اس قابل ہے کہ سینکڑوں جلدیں مفت تقسیم ہوں - درخواستیں منیجر الحکم کے نام ہوں

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند بیج بند پراندے.

کمپونی کیبٹڈ

عبد مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طالب رضاء مولیٰ حق کو حق سے پانے اور راستی کو راستی سے شناخت کرنے کی اگر تجھے خواہش ہے۔ اور تو چاہتا ہے۔ کہ نادانی اور جہالت کی ظلمت کدہ سے نکل کر صداقت کی نورانی محلوں میں داخل ہو جائے۔ تو تو جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام معجز نظام کو سرسری اور بیرونی نظر سے مت دیکھ۔ اُن حکمتوں کو جو بطن کلام میں امانت رکھی گئی ہیں اپنی جہالت اور نادانی کے حوالہ نہ کر۔ کسی خبر صداقت اثر کے لفاظ کو صرف رسمًا یا عادتًا زبان سے تکرار کرنا چھوڑ کر مطالب کلام کی طرف رغبت کر۔ اور دیکھ کہ کن پہلوؤں پر اُس کی بنا ہے۔ اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا منشا رہے۔ اگر اپنی نظر فہم معانی سے کوتاہ ہے۔ تو کیا کسی کریم النفس صاحب حال مبارک فال سے بھی معانی کا سمجھنا گناہ ہے۔ تو اپنی اس محتاجی کو جو تجھ پر موجود ہے اقرار کر۔ اور کسی سلیم الفطرت صاحب دل کے آگے اس کا اظہار کر پاک لسان سے مدد لینے میں عار نہ کر۔ بغض و عناد کی ظلمت سے باہر آجا۔ ضد و عداوت کی تاریکی کو ترک کر۔ کبر و نخوت کی قبا کو اُتار ڈال۔ اپنے زمانہ کو جس میں تو ہے نظر حقارت سے مت دیکھ۔ فضل و فیض الٰہی کی بے انتہا رحمتوں کے دروازے بند مت سمجھ۔ اور صرف سابقین اولین پر ہی انعامات کا ختم ہو جانا خیال کر کے موجودہ الٰہی رحمتوں کے نیچے آئے ہوئے مبارک وجود سے مونہہ نہ پھیر۔ دیکھ صفات الٰہیہ کے دائرہ کو تنگ سمجھ کر کسی انسان پر ہی اُن کے وارد ہونے کو محال سمجھنا سخت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ اگر تیرا دائرہ کرم تنگ ہے۔ تو ہو۔ مگر کیا اُس ہمیشہ ہمیشہ کریم الصفات ذات کو بھی تو اپنے ہی خیال کے کوتاہ اور ناقص پیمانے سے ماپنے لگا ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ بس پھر کہتا ہوں۔ اور سچ کہتا ہوں۔ کہ ایسی حالت میں خسران مبین کا اندیشہ ہے۔ اپنے خیالات کو صاف کر اور ٹھنڈے دل سے ادراک معانی پر قادر ہونے کی کوشش کر۔ ہاں تو اس راز کی تلاش کر۔ جو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا علوم اور کبھی نہ کم ہونے والے خزانوں سے عطا ہوتا ہے۔ بہت سے راز اور حکمتیں **رب السمٰوٰت والارض** کے خزانوں میں مخفی ہیں۔ جن کا نزول آسمان دنیا پر ہوا۔ اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ لا انتہا معارف حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرحکمت لبوں سے نکلے ہیں۔ جن سے اس جناب پاک کے کلام معجز نظام کے جوامع الکلم ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ بہت سے کلام کرنے والے کسی خبر صداقت اثر کے مطالب پر زبان کھولتے ہیں۔ اور کسی اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے واسطے اس کو وجہ ثبوت ٹھہراتے ہیں۔ مگر ایک حالت ہے۔ جو صاحب حال کے اپنے حال سے کھلتی ہے۔ اور وہ مجسم ثبوت ان معارف کا ہوتا ہے جن کی سند خود اُس کی ذات ہوتی ہے۔ اُس کی طرف حمایت الٰہی کی ایک چمک پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے سبب سے اُس کو امتیاز کلی حاصل ہوتا ہے۔ پس کسی کا صرف زبان سے کسی خبر صداقت اثر کا پڑھ دینا اُس کے اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے لئے وجہ ثبوت ٹھہر جانا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ عبد مومن کے لئے حدیث قدسی کے معانی پر اطلاع پانے کے لئے بھی یہ ہی اصول درکار ہے۔ کیونکہ کلام لطیف بھی اپنے اندر ایک ایسی لطافت کا بھرا ہوا نور رکھتا ہے۔ کہ جو خود بخود کسی صادق عبد مومن کی حالت پر سچی روشنی ڈالتا ہے۔ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ایک حدیث قدسی میں یوں روایت فرماتے ہیں۔ **لا یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتے احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا۔ ورجلہ الذی یمشی بہا وفی لفظ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل**

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا عبد یعنے میرا بندہ کیسا بندہ **عبد مومن** میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ کیسے حاصل کرتا رہتا ہے۔ نفلوں کے ادا کرنے سے اُس کو یہاں تک تقرب میں ترقی ہوتی ہے کہ میں اس عبد مومن سے پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اُس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہوں۔ تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ میں ہی اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی زائد آئے ہیں۔ کہ وہ مجھ سے سنتا ہے۔ مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے۔ اور مجھ سے سمجھتا ہے۔ اب یہ حدیث قدسی عبد مومن کا ایک حال ہے۔ جس کے معانی کی تشریح عبد مومن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھیر دیتی ہے۔ یعنے جب کوئی مبارک انسان اپنی اغراض نفسی اور خواہشات ذاتی سے بالکل علیحدہ ہو کر ذات اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی راہوں میں قدم انداز ہوتا ہے۔ تو اُس کے سارے طریق تقرب الٰہی کی وجہ سے پردہ ہائے نفسانی پھاڑ کر ذات کامل الصفات کا شہود حاصل کرنے کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ اُس وقت اُس کی مراد ذات اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ وہ صرف اُسی ذات بے چون و بے چگون بے مثل چہرہ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور اُسی کو اپنے پرسوز و طپش قلب کے لئے کامل اطمینان اور عین تسلی سمجھتا ہے۔ اس تحت سوز و گداز کی حالت میں اگر اُس کی نظر اپنے باطن کی طرف جاتی ہے۔ تو اُس میں بھی اسی کو ٹٹولتا اور ڈھونڈتا ہے۔ زمین کی پہنائی پر نظر ڈالتا ہے۔ تو اُسی کی تلاش میں۔ آسمان کی بلندی پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو اُسی کی جستجو میں۔ **بین الارض والسمٰوٰت** جو کائنات اُس کی آنکھوں کے سامنے گذرتی ہے۔ اُس کے متفرق اور گوناگون عجائبات میں بھی اُسی کے رنگ کا طالب ہوتا ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے۔ دن کے اُجالے میں رات کی اندھیرے میں۔ مجالس میں تنہائی میں۔ اس کو اُسی ایک کی دھن لگی رہتی ہے۔ پس جب روح انسانی اپنے اندر اس قدر تقاضا شدید پیدا کر لیتی ہے۔ اور روح حق کی ایسی مشتاق ہو جاتی ہے۔ تو پھر قلب انسانی اس قابل ہوتا ہے۔ کہ وہ دائم و قائم بے مثل و بے رنگ بے چون و بے چگون ذات اپنی صفات کاملہ کا نور اس میں ڈالے۔ پس یک بہ یک اس فنا اتم پر پہونچتے ہوئے عبد مومن کے مقابل جبکہ اس کی عبودیت جو اُس کا ذاتی جوہر ہے۔ اس درجہ کاملہ پر پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ باقی ذات اپنے دائمی بقا کے بے انتہا دائمی کو کھولے ہوئے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اور عین بے رنگی میں اس اسیر رنگ کی نیرنگیاں جلوہ نما ہونی شروع ہوتی ہیں۔ پس **اللہ** کی ذات عبد کی ذات

میں صفات کی گل کاری سے ایسے ایسے نقش و نگار اور بیل بوٹوں کے باغ لگا دیتی ہے۔ کہ عین الیقین کے پھولوں میں پہنچ کر عبد اپنے ذاتی تقاضا میں صفات الٰہیہ کا رنگ لے لیتا ہے۔ اور اُن سے رنگین ہو کر ذات کے مقابل میں تو عبد مگر صفات کے مقابل میں ظل کہلاتا ہے۔ پھر اس کے جمیع افعال و حرکات خواہ جسم سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا اعصاب سے۔ ہاتھوں سے متعلق ہوں یا پاؤں سے محسوسات ہوں۔ یا معقولات انہیں صفات کاملہ کی رنگینی کو دکھلاتی ہیں۔ جو ان صفات والی ذات کا عین تقاضا ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر اس پر وہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جو حدیث قدسی میں بیان ہوئے ہیں اور مخبر صادق کی زیادہ صدق بیان سے یہ فرمان حق سبحانہٗ تعالیٰ تکلم میں پس اس مقدس جماعت کے پرکھنے کے لئے یہ ایک کسوٹی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا مقرب بندہ میرے دربار میں میری حضوری حاصل کرتا ہے۔ تو وہ میری صفات کا ظل ہو جاتا ہے۔ یعنی میری ذات کے مقابل تو وہ عبد ہی رہتا ہے۔ اپنی عبودیت کو ترک کر کے اللہ نہیں ہو جاتا۔ مگر صفات اللہ کے مقابل آکر ان کا رنگ حاصل کر کے اُن کا ظل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے اسم ذاتی کے مقابل اس کا اسم ذاتی اس وقت عبد ہوتا ہے۔ جو اس کو مومن ہونے کی جہت سے ملا ہے۔ اسمار صفاتیہ کا وہ مورد بن کر اپنے اندر سے صفات اللہ کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اب ان اسمار صفاتیہ کے معانی عبد مومن کی ہستی اور کامل وجود سے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صافیان لبصیرت اپنی بصارت باطنی سے اسمار صفاتیہ کی روانگی کو عبد مومن کے اندر بخوبی شناخت کرتے ہیں۔ اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کے انوار اُن پر پہنچتے ہیں۔ کسی کی راہبری اور ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ اپنے قلب منور کی چمک سے جو مناسبت کی رنگ میں ان کے اندر ہوتی ہے۔ نور و ظلمت میں فرق کر لیتے ہیں۔ یہ ہی ایک جماعت ہے۔ مگر بعض جہالت اور خود غرض خود غرضی نے میدان میں سرگردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیاً کامل قرار دے لیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میری معرفت کامل ہو چکی ہے۔ میں دریا حقیقت کا پورا شناور ہوں۔ پس وہ نہ اپنے قلب کے نور سے بلکہ اپنے نفس کے غرور سے عبد مومن کی شناخت میں قاصر رہ کر ضد و عداوت بغض و حسد کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی جہالت اور نادانی پر نازاں ہو کر ہمہ دانی کا دعوے کر کے ہمچو من دیگرے نیست کی صدا لگاتے پھرتے ہیں۔ اور صادق کی شناخت میں کبھی خفیہ کبھی علانیہ کبھی بات سے اور کبھی ہاتھ سے بے صبری دکھلاتے ہیں۔ حق اُن کو کڑوا لگتا ہے۔ تاہم گزر سکتے ہیں۔ پیچ کھاتے ہیں۔ اور بن موت مرے جاتے ہیں۔ اندرونی مرض کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ حق پرستوں میں بیٹھ کر گفتگو کرنے سے ان کو بیزاری ہوتی ہے۔ جب کسی حق پرست قوم کے دست کے قابو آجاتے ہیں۔ تو بیقراری پر بیقراری بڑھتی ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کو اس عذاب سے نجات دے۔ اگر کوئی نیک فطرت سعادت نشان انسان کسی بھلی بات کو کسی سعادت مند سے سُن کر قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور حق کی طرف میلان طبع دکھلاتا ہے۔ تو یہ غولان بیابانی اُس کی راہ زنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سعادت مندوں کی نسبت جن کو وہ بچپن سے سعادت مند مانتے ہوتے ہیں۔ صفات الٰہیہ سے کسی قدر رنگ پا جانے کے سبب جو کسی عبد مومن کی صحبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خود اپنی کور باطنی کے سبب سے بدظنیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ خود سمجھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح خود بنے اور بعض مسکین طبع انسانوں کی بدبختی کے اسباب پیدا کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سادہ دل سلیم الفطرت انسان کو خدا ان غولان بیابانی سے بچائے۔ جو خود تو گمراہ ہو کر ڈوبے تھے۔ دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبنے کے درپے ہیں۔ عبد مومن کی اُس حالت پر پہنچانے کے لئے جس میں وہ صفات اللہ کا ظل ہوتے ہیں۔ اسمار صفاتی کے متعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔ خدا کی ذات اسمار صفاتیہ ہی کے آئینہ میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنے کامل مظہر میں ہی اپنی صفات کی عکس کو ڈالتا ہے۔ اور اسی نمونہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد مومن کے کان۔ اللہ کے کان ہیں۔ اور اُس کی آنکھیں۔ اللہ کی آنکھیں۔ اور اُس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے پاؤں۔ اللہ کے پاؤں۔ اور اُس کا فہم اسی ذات کا فہم ہے۔ خدا کے افعال جو اس کے صفات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُس انسان میں جس کو وہ عبد مومن کا خطاب عطا فرماتا ہے۔ مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔ خدا کی زندہ قدرت کا یہ انسان مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً اسماء حسنیٰ میں سے صفت رحمانیہ کی جلوہ گری اسم رحمان سے ہے۔ یہ صفت جس کا تقاضا خود ذات پاک پورا کر رہی ہے۔ وہ صفت ہے۔ کہ جس میں کسی عمل نیک یا بدی کی جزا کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اس کا ظہور اس عالم میں عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ اس صفت کا کافر کے کفر زندیق کے زندقہ۔ مرتد کے ارتداد۔ زانی کے زنا۔ چور کی چوری فاسق کے فسق اور مومن کے ایمان۔ پرہیزگار کی پرہیزگاری عابد کی عبادت۔ نیک بخت کی نیک بختی۔ اور صالح کی نیک کرداری کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جو کچھ دیا جائے۔ بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض بے تعلقی سے دیا جائے۔ کھلایا جائے۔ پلایا جائے۔ دیا جائے دلایا جائے۔ کوئی کام کسی کا سنوارا جائے۔ غرض جو کچھ کیا جائے محض بے تعلقی سے کیا جائے۔ کچھ غرض درمیان نہ ہو۔ جیسا کہ رحمان کو اپنی رحمانیت اور رب العالمین ہونے میں کچھ غرض نہیں ہے۔ اس نے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اس کے کہ کوئی اس کو مانتا ہے۔ یا نہیں۔ یا اُس کی بندگی بجا لاتا ہے۔ یا نہیں۔ کس مذہب یا کس فرقہ کا ہے۔ دشمن ہے۔ یا دوست اپنی رحمانیت کے خوان کو بچھایا ہوا ہے۔ اور قبل از پیدائش آدم کو بنی آدم کے لئے تقاضار رحمانیت سے سب کچھ جو اُس کی ربوبیت کے لئے ضروری ہے۔ پورا کر رہا ہے۔ اور محض رحمانیت کے فضل سے چاند سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ سب کو کام میں لگا رہا ہے۔ پس بہ لحاظ اس صفت رحمانیت کے۔ عبد مومن میں عام ہمدردی کا ایک ایسا سوز ہوتا ہے۔ کہ جو اُس کو بغیر کسی طرح کے نفع ذاتی کے مخلوقات الٰہی کے ساتھ رحم کرنے کا ایک جوش دلاتا ہے۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ خیر خواہی بنی آدم ایک ایسے منصب پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایسا مقام حاصل کرتا ہے۔ کہ اس مقام کے لحاظ سے وہ اظہار ہمدردی اور خیر خواہی میں کسی قوم یا کسی فرقہ کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور صفت رحم کو ایسا عام کر دیتا ہے۔ کہ یگانے بیگانے میں اس حالت پر اسے کوئی غیر نہیں ہوتی۔ یہ ہی وہ منصب ہے۔ جس پر یہ قوم پہنچ کر پسندیدہ دلی سے اصلاح خلق پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں ہر ایک دُکھ اُٹھانے کے لئے بڑی رضامندی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس خدمت کے بجا لانے میں مال کو پانی کی طرح بہاتی ہے۔ جان کو ہر ایک خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔ ان کا خوان نعمت اسی صفت کے ظل کے نیچے آکر ایسا فراخ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خود اپنی بدقسمتی سے محروم رہ جائے تو رہ جائے۔ مگر یہ قوم خدا نے خوان کرم سے کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی۔ پس عبد مومن کو اس مقام پر مخلوق خدا وہی نسبت ہوتی ہے۔ جو خدا کو اپنی مخلوق سے ربانی (باقی آئندہ)

پاک شاعری

قصیدہ مدحیہ در شان حضرت اقدس امام زمان از ہیچمیرز مہدی حسین عفاہ اللہ

آنکہ اص عیسوی نازل نشد بر بام تو … مہدی آخر زمان خالق نہادہ نام تو
روئے عدا افتادہ ہر سحر در دام تو … آہوئے دجال چوں نخچیر بیدل رام تو

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ - سوال ۲

آفرین حق سزد بر کار نیک انجام تو … کفر در ایمان خزد از پرتو اسلام تو
آہ کاندر انفعال نو بود بدنام تو … مہر مہرے برد رشک صبح و شام تو
ہر در راستی مندگی از نور نشان مہجور … در مہ رمضان چو دیدند دو نیر ایام تو
ذوالفقار حیدری در دست تو خاقانی نہاں … کافر دین شد قلم از ضربت صمصام تو
کلک تو نشتر سیہ زد در گلوئے منکران … جرگہ اعدا پراگندہ کند الہام تو
احمد مرسل ترا اندر کنار خود کشید … در صف سیدین چو بینی جملہ حضر عالم تو
مہدی گمکردہ راہاں مصلح برناؤ پیر … ایہا الشیطان ببیا کاسہ اصنام تو
رفیل تلک قدہا الصنم امتر ہیم … اِن نطیعوا گفتند تو اکالم نطیعو

اے سپار را شد شبلی و اولیا ر مقتدا
نام نامی شد غلام احمد فدا نام تو

مطلع دوم

آشنائیست خاطرم بیرون شدہ از نام تو … تا کجا بینم فراق رز دل آرام تو
چند نالم روز و شب در ہجر بے ہنگام تو … انتظاری تا بہ کے در آید پیغام تو
من سگ ہم از آں محروم از انعام تو … ورنہ در آفاق عالم بانگ زن قسام تو
اے خوشا قتیلکہ رخت خود بسبت بر کشتم … حبذا جائیکہ بندم بر کمر احرام تو
بارگاہ عالیت را بوسہ گاہ خود کنم … مسجد من مسجد فرخندگی فرجام تو
نقد جانرا بر کف پا بت نہم شادان شوم … روح را قربان کنم جسم گندم فام تو
لحظہ ہائے عمر را در خدمتت آرم بسر … ہمچو سایہ نیم گامی زنم بر گام تو
وا دریغا من نہ نزد دوم کہ دور از تو بیا … یا الٰہی بہر دریا بشم زفیض عام تو
من غریب بے نوا ہم تو نشستہ عالی مقام … لطف کن لطفیکہ باشد در خور اکرام تو
من بجان ساعت ترا دانستم ای ابر کرم … از حبیبی یافتم چون نیرالہ و نام تو
از من مسکین بما و ز آسمان آید بر شمال … بر حبیب پاک کن ہم صحابے ہو الا فہم تو
وانگہ در وقتہ بالا ماندند قاسم ہم تو … از حیا پیشی نہادہ رفتہ بر اقدام تو

دوستانت را ہمیشہ خرمی دا الصیب … در چہ ذلت نند ہر دشمن خود کام تو
آنکہ بخیہ نواز نوع عبادت دائما … موجب کینہ سمتند تہمت و دشنام تو

موج سرگردان بحر معصیت ہا ستغفر
بر کنار آید چو یابد جرعہ از جام تو

جناب حکیم نور محمد صاحب مہتمم کلوی

از دعائے مستجابت موج نور آید بہ تو
از سر ما موئے غفلت بستر دجام تو

محمود کی آمین

دوسرا ایڈیشن چھپکر طیار ہوگیا ہے۔ قیمت ۱/

قصیدہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ و ۶)

یعنے مسیح ناصری اللہ کے پیارے نبی … با ابن حیات دینوی بیا کر چرخ دام
بیوجہ اے اہل ریا کرتے ہو تم جور و جفا … کیوں دل تم نے کر دیا خوف خدا اکبر
ہیں حضرت عیسیٰ کہاں جو دیں آپکی پہلی … ہے بے سر و پا یہ گمان خلاق عالم کی قسم
خالق نے فرمایا نہیں قرآن میں آیا نہیں … حضرت نے بتلایا نہیں بحر زہر کے سطح ہم
قرآن کیا کچھ یہ دیکھو جسے منظور ہے … عیسیٰ کا کچھ پتہ کوئے ہے یا فوت ہو بے رحم
علامہ شیخ علی ابہیر فنا عیسیٰ ہی … لیکن ہیں یا نہیں مولوی تو کیا کریں عاجز بیہم
لو کورہ خالق کا ڈر دیکھو ابھی علم ہے … کتنی ہیں کیا اہل نظر دیکھو بے سرو کرم
مالک نے فرمایا ہے کیا کیا ابن قیم نے لکھا … کیا ہی محمد نے کہا کیا کہتی ہیں ہر جرم
فرزند عم مصطفے ارشاد فرمائی ہیں کیا … دیکھئے جسے ہو نشان تفسیر کیا ہی تمہارے دین قسم
قول جناب عائشہ طبرانی میں ہے یوں لکھا … یعنی مسیح با صفا رہیں لیے سو عالم
ان سبکا ہی قول جب بدم ہیں انکا رب … کیا کر دینے ہو تو غفلت کی نیند کم کیا ہم
باز آؤ ان عادت سے خونخوار ہو سیاہ لسے … ثابت نہیں عیسیٰ ہیں مسیح زندہ ہم
جیتے ہیں یہ فرمان حبیب یہ قول مصطفے … پھر ان پر عذر کیا کرو سر تسلیم خم

---

۱ ابن احمد۔ دیکھو سراج منیر ۱۲۔ دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول ۱۲
۲ دیکھو سراج السالکین ۱۲ ۳ بن اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری شریف دیکھو بخاری شریف کتاب التفسیر آیہ شریفہ یا عیسیٰ الخ و آیہ فلما توفیتنی الخ
۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ دیکھو صحیح بخاری شریف زیر آیت یا عیسیٰ انی الخ ۱۲

یا آؤ ظلم و جور سے کیا فائدہ اسد ہے … دیکھو وہ نمونہ حال غلام احمدم علیہ
قول شریر و مفسر ہمادق میں سعید ہے … انقشا سے دیکھا اگر یاد نہ مطلق عشر و کم
سنتے ہیں قہر کا واقعہ تھا یوں کہ قول مصطفے … وہ ہو قوم یوں ہوگیا پھر طرح ما بینہم
مبہلہ ہو وشتہ میر زرنہا کلمرا ہی خطر … آجائے یہ بچھم کھو کہ کریگی لیا تازہ دم
بیہودہ ای ہیں یا آریا یا ہیں سن دہریا … یا اور اسکے ما سوا ہے ہمنوا ہندو دہرم
المختصر کل اشقیا اس کو ستاتے تھے کیا … حیران سبکو کر دیا حجت نے اسکی کم تعلیم
و حامی اسلام ہے اسکا ہی الکلام ہے … مصروف صبح و شام ہے اسکا ہی ہر دہ ذی حشم
وہ عزت جاہ فخر ہے وہ بادشاہ قوم ہے … وہ خیر خواہ قوم ہے قوم او وہ ہے تن ستم
اے قوم بہر خدا تو اپنی غدر سے نرا … کر اپنی حالت پر ذرا تو آپ ہی لطف کا
اے امت شاعر عرب فرد یا کسو لقب … یہ کیا کیا تو نے غضب کیا کیا تو نے ستم
وہ چہیتا معشوق ہے وہ عیسیٰ موعود ہے … اسکا عدو مردود ہے نزد خدا کے کبرا
ہاں ہے وہ منظور خدا ہاں ہے وہ مامور خدا … ہاں ہے وہ نور خدا لایۃ سلطان القلم
عالم اسکی خوبیاں ہیں جلوہ گر خورشید سا … معروف ہے اسکی زباں مشہور ہے اسکا قلم
کیا لب ہیں کیا تقریر ہے کیا باکیا تاثیر ہے … کیا ہاتھ کیا تحریر ہے پر زور ہے کتنا قلم
اسکے مقابل فن ہی لیا کہتے تنی ہیں پستا … جملہ فصیح عرب خاموش ہیں مثل عجم
وہ تھے سو نامور ہائل اگر ہو جنگ پر … بھاگیں عدو بدگہر شہر ہی ہر گز ایکدم
ترساں ہے جمع دشمناں زرا ہے انہو گراں … ہے اسکی کلک زباں گویا کہ شمشیر دو دم
جو عزت دین و منی کی جو دین اسکی کی … جو خدمت دین اسکی کی عاجز ہے لکھنے سے قلم
ہیہ آپ ہما پیر گر مشتعل شمس قمر … چکر لگائے در بدر لگا ہی عرب ہو عجم
لیکن ایسے کوئی بشر اسکا نظر آئی نظر … ہے غیر ممکن ہے ایسا کسی کہتے ہیں ہم
پر اسکی توصیف ثنا کیا کر سکے کوئی بتا … ابدل کو کر اب یہ دعا آمین کہتے جائیں ہم
اے خالق ارض و سما اے مالک ہر دوسرا … دے تو انہیں فہم ذکا تا ان لیں اہل ستم
آپس کے جھگڑے دور ہوں مل جلکے سب مسرور ہوں … بغض و حسد مفرور ہو مفقود ہو رنج و الم
دجال بد اطوار پر عیسیٰ کرے فتح و ظفر … خندہ ہے دل شاد کر اے ذوالجلال و ذوالکرم

گر ختم اب یہ داستان کیا تو ہے کیا تیرا بیان
مختار رد کی ہے زبان مختار تھام اپنا قلم

ایک عیسائی کے چار سوال

اور

اونکا جواب

(سوال اول) محمد مصطفےٰ صلعم کی تعلیم اگلے نبیوں کے موافق اور مطابق ہووے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا کی کلام میں اختلاف ہو۔

(جواب) توریت استثناء ۱۳ باب ۱-۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تمکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے اور وہ بات جو اوس نے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ اور وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ۔ ان کی بندگی کریں۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھریو۔ کیونکہ وہ آزمائش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحب غور کرو۔ کتاب استثناء سے یہہ تین امر ظاہر ہوتے ہیں۔ ع۱ کاذب اور جھوٹے بھی معجزات دکھلا سکتے ہیں۔ ع۲ جو نبی ایسے غیر معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ وہ جھوٹا ہے۔ ع۳ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مار ڈالا جاویگا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہ لطیفہ ہوگا۔ کہ آپ یہہ بتلائیں۔ کہ [illegible] کبھی ابن مریم یا اس روح کو جو تثلیث کی متمم ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ [illegible] کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لئے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے شک اگرچہ اونہوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیوں کے بطور استثناء ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ مسیح نے ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محدود جسم میں مجسم ہوا اور یہودیوں کے ہاتھ سے پیٹا گیا۔ تو کبھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا [illegible] نہیں تھا۔ جس کی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر طرہ یہ کہ مسیح بقول آپ [illegible] صاحبوں کے مار ڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کی [illegible] دیکھو استثناء ۱۳ باب ۱-۵۔ نتیجہ [illegible] ہے۔ اوس نبی پر اُس خاتم الانبیاء پر اور

اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا۔ جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت کی طرف اُن کو جھکانا چاہا۔ جس کی عبادت کی طرف اُن کے آباؤ اجداد نے جھکانا چاہا تھا۔ شک ہو۔ تو پڑھو۔ ام کنتم شہداء الخ۔ سورۂ بقر پارۂ اول رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ کیا تم حاضر تھے۔ جس وقت کہ یعقوبؑ کو پہونچی موت۔ جب کہا۔ اُسنے اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے پیچھے میرے۔ کہا ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے یعنے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے رب کی۔ وہی ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں۔

مگر یاد رہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو اُن کے جانے ہوئے خدا کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر بقول عیسائیوں کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے پادری صاحب میری عرض یہ ہے۔ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا الخ سورۂ آل عمران پارۂ ۳۔ رکوع ۱۵۔ ترجمہ۔ اے کتاب والو۔ آؤ۔ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں۔ مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں۔ اوس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے۔

اور حضرت محمدؐ کی صداقت اور معجزہ یہہ ہے۔ کہ ایک طرف توحید کی تعلیم کی۔ اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی طرف بلانا ہے۔ جس کو بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ منع فرمایا۔ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ شیئاً الخ۔ سورۂ نساء۔ پارہ ۵۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اُس کا شریک ٹھہراوے اور اس سے نیچے کے گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ دور پڑا بھول کر۔ پھر فرمایا۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً الخ۔ ترجمہ۔ عبادت کرو اللہ کی۔ اور اُس کے ساتھ ساجھی نہ کرو کچھ۔

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر تمام مجالس میں قرآن شریف کی یہ آیت سُنائی۔ اور صاف بتایا۔ کہ میں مارا نہ جاؤنگا۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ۔ سورہ مائدہ۔ پارہ ۶۔ رکوع ۱۳۔ ترجمہ۔ اے رسول پہونچا دے جو اوترا تیرے رب سے۔ اور اگر یہ نہ کیا۔ تو تو نے کچھ نہ پہونچایا اوس کا پیغام۔ اور اللہ تجھکو بچا لیگا لوگوں سے۔

(اُنکا دوسرا سوال) جو شخص دعوے پیغمبری کرے۔ چاہیئے۔ کہ ظاہری دلیل رکھتا ہو۔ یعنے پیش گوئیاں اور معجزات۔

(جواب) مرقس ۱۶ باب ۱۸۔ میں لکھا ہے۔ کہ جو ایمان لائیں گے۔ وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے۔ اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اوٹھائیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے۔ اور اُن کو نقصان نہ ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ رکھ کر چنگا کریں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دکھاتا ہے۔ پس آپ کی انجیل کے رو سے معجزہ نبوت کے لئے لازمی دلیل ہی نہ ہوا۔ جب مسیح نے یہہ کرشمے عامۂ مومنین کے لئے نشان ٹھہرائے۔ تو صرف معجزات خاصۂ نبوت نہ ٹھہرے۔

پادری صاحب غور کرو۔ تم میں سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر ذرا اپنے آپکو پرکھ کر دکھلادو۔ اگر کہو کہ ان کرامات اور معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب اُنکی ضرورت نہیں۔ تو پھر انصاف سے کہو۔ محمدؐ صاحب کیوقت ان کی ضرورت کیوں مانتے ہو۔ تم کو کس امر نے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت سے چھپالو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی تجویز کرو۔

اب آنحضرت کی پیشین گوئیاں سُن لو۔

(۱) قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ پارۂ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔ ترجمہ۔ تو کہدے اے محمد اسلام آیا۔ اور شرک بھاگا۔ بے شک شرک بھاگنے والا ہے۔ یہہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

(۲) انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً۔ پارۂ ۲۹ سورۂ مزمل رکوع ۱۔ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہ تم پر۔ جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اوس رسول کا کہا نہ مانا۔ پھر ہم نے اُس کو ہلاک کرنیوالی پکڑ سے پکڑا۔

اس جگہ باری تعالےٰ اپنے پاک کلام میں بالکل صادق کلام میں نبی عرب کو موسےٰ کا تمثیل و نظیر فرما کر اہل عرب سے خطاب کرتا ہے۔ کہ جیسے فرعونی موسےٰ کے عصیان کے باعث تباہ ہوئے ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہو جاینگے

پھر فرمایا۔ (۴) وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم پارہ
۹۔ سورہ انفال۔ رکوع ۱۸۔ ترجمہ جب تک تو اے رسول
ان میں ہے۔ اللہ ان پر عذاب نہ نازل کریگا۔ پھر اس پیشین گوئی
کا وقت صاف [illegible] اور اس کی مدت [illegible] فرمایا
قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا
تستقدمون۔ پارہ ۲۲۔ سورہ سبا۔ رکوع ۴۔ ترجمہ
تو کہہ دے کہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے۔ کہ
اوس سے ایک ساعت ادھر اودھر نہ کر سکوگے۔

اللہ اللہ یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادۃ اللہ
قدیم سے اسطرح پر ہے۔ کہ جن قوموں نے نادیان برحق
کی نصیحت نہ سنی۔ اور اُن کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان
نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جو
نبی کا نشان [illegible] گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو
اس نبی کی بات نہ مانیگا۔ سزا پاوے گا۔ اب کفار عرب اس
سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتیں
اور دل کو جلا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ
نبی صادق و مصدوق ہے۔ اور وہ نبی وہ ہے جس کی
نسبت موسیٰ اور عیسیٰ [illegible] سے بشارت دیتے چلے
آئے۔ اب [illegible] غضب [illegible] کانہ الدہر [illegible] انتقام
آمادہ ہوا۔ اور ان کے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا چاہتے۔
مگر باری تعالیٰ [illegible] اپنے رسول سے فرماتا ہے۔ کہ جب تک
تو ان لوگوں میں موجود ہے۔ [illegible] سرزمین [illegible]۔ اون پر
عذاب نہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ نے ایک سال کی میعاد مقرر
فرمائی۔ [illegible] بلا تقدم و تاخر ایک ساعت
[illegible] واقعہ [illegible] گا۔ قدرت حق کا کرشمہ
مشاہدہ [illegible] ایک سال بعد پورا
ہوا [illegible] جس کا سرغنہ ابوجہل تھا۔
آپ [illegible] کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی
۶۲۲ء کو جمعہ کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی۔
اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ دوسرے سال یعنی
۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب
معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الہی میں گرفتار ہوئے
الحمد للہ۔ اس کے علاوہ اس قدر کل حضرت کی پیشین
گوئیاں موجود ہیں۔ کہ چھوٹے سے رقعہ میں اون کی گنجائش
نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو جس قدر آپ چاہیں لکھ سکتا ہوں۔
اب لیجئے۔ حضرت مسیح کی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں قوم
پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھیگی۔ کال اور
وبائیں پڑیں گی۔ اور بڑے بڑے زلزلے واقع ہونگے
متی ۲۴ باب ۷۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ جو کوئی اپنی جان
بچانی چاہے۔ اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لئے
اپنی جان کھووے۔ اوسے پاوے گا۔ متی ۱۶ باب ۲۵۔
آپ نے پطرس کو فرمایا۔ (وہی پطرس جو رسول اور
[illegible] کتاب ہوا۔ اور جس نے بڑی دلیری اور جرأت
سے [illegible] دن کہہ کر تین بار انکار کیا۔) میں آسمان
کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند
کریگا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے
آسمان پر بھی کھلا ہوگا۔ متی ۱۶ باب ۱۹۔ اور شاگردوں
سے فرمایا کہ میرا پیالہ پیوگے۔ اور وہ بپتسما جو
میں پاتا ہوں پاؤگے۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔

پہلی پیشین گوئی۔ اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکیں
صاف قانون قدرت کی استمراری واقعات کا استنباط
ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت
پر بادشاہت کا چڑھنا۔ اور کال اور زلزلے اور وبال
کا واقع ہونا۔ نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے۔ کہ اس
کی نسبت کسی ایک کا بلا تعیین وقت اور گول مول پیشین
گوئی کرنا کبھی بھی غلط نہیں جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب
اور ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں منصوفانہ قیاس
سے بڑھ کر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کی کوئی
خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر مقتدر ضعیف ریفارمر یسی
ہی خیالی ٹوٹکوں چٹکلوں سے تو دل بہلایا کرتے ہیں۔ اور
کس کس کو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چابیاں
نہیں دیا کرتے۔ ایسی باتوں کے لئے نظرتی خارجی
شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ حساب۔ دوستان دردل
کا سا معاملہ ہے۔

چوتھی بات کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہود کی سخت
ہیبتناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو
کمال بے چین اور بے دل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔
چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔
صرف دو چار ٹوٹے ہوئے انیس و جلیس گرد و پیش بیٹھے
معلوم ہوتے تھے۔ بیشک کانپنے والی زبردست مصیبت
کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عادتاً اس
قسم کے یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر ایک بے
بس انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔

(آپ کا تیسرا سوال یہ ہے) کہ اُس کے اعمال اور
چال چلن سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو۔

(جواب) اس کے لئے ہم آپ کے بھائیوں کی تصدیق
پیش کرتے ہیں۔ ذرا دل کے کان کھول کر غور سے پڑھو۔ اور
بے ایمانی اور تعصب کو دل سے دور کر کے منصفانہ مزاج بناکر
انصاف کرو۔

(۱) واشنگٹن اروانگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف
آف محمدؐ کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ اون کے اوائل زمانہ
سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا
کہ اُن کو ایسے نا راست اور عجیب افترا سے جس کا اون پر الزام
لگایا گیا ہے۔ کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول
مال مقصود تھا۔ خدیجہؓ کے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب
ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی وحی اور عالی کے اظہار سے تو
سالہا سال پیشتر اونہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے
اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول جاہ
مراد تھا۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل اور امانت
میں رفیع المرتبہ۔ اور قریش کے عالیشان قبیلے اور اوس
کے معزز و ممتاز شعبہ میں سے تھے۔ تو کیا حصول منصب
مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارات
حرم خاص اونہیں کے قبیلے میں تھی۔ اور اون کو اپنی
وقعت اور حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا
لیکن جس دین میں اونہوں نے نشو و نما کی تھی۔ اوسی
کو جڑ سے نکالنے میں تو اونہوں نے ان سب منافعہ کی بیخ
کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ
و عزت کا دار و مدار تھا۔ اس کی بیخ کنی کرنے سے ضرور
ہوا۔ کہ اون کے اقربا کی عداوت اور اہل شہر کے غیظ و غضب
اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا
ہو گیا۔ ان کی تشبیب خدمات نبوت میں کوئی شئی ایسی
روشن اور صریح نہ تھی۔ جو ان کے ان مصائب کی اجر جمیل
ہوتی۔ اور جس کے طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف
اس کے اس کی ابتدا تو اشتباہ و احتقار میں ہوئی۔ برسوں
تک تو اوس میں کوئی عمدہ کامیابی نہ ہوئی۔ جیسے جیسے
اونہوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیوں کو آشکار کیا ویسے
ہی اور اوسی قدر لوگوں نے اون سے ہنسی ٹھٹھا اور برا کہنا
شروع کیا۔ اور آخر کو بری طرح سے اذیتیں دیں۔

(۲) راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف میں صفحہ ۲۲۔

مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ دلیلوں سے ثابت ہے۔ کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے۔ کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور یہ کہ نہائت مرتبہ کی خواہش اون کی یہ تھی۔ کہ سب سے بڑے امر حق یعنے توحید الٰہی کا جو اونکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی۔ اشتہار کریں

(۳) ڈاکٹر لے اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں۔ محمدؐ تیز فہم اور نہائت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے۔ صائب۔ اور عالی مذاق تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر بہت کرکے تو شاعر تھے۔ اور قرآن شریف کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوس کے عمدہ فضائل ہیں۔ اون کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اون کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی۔ اور اوگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے ثبوت موجود رکھتا ہوں۔ جو آپ کے طلب کرنے پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ثبوت آپ کے بھائی عیسائی صاحبوں کے ہیں۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اون کو نکال کر دیکھ لو۔

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ جبرًا اونہوں نے ابھی تعلیم قبول کروائی۔

ہم (جواب) اے نادان یہ تیرا محض افترا در جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں مومن اور محمدی مسلمان بننے کے واسطے پہلا امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل کے کمال خلوص سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمدؐ صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا پورا یقین ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جبر اور زور سے دلی عقیدہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبر سے محمدی مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن کی آیات ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جبر و اکراہ سے محمدی مسلمان بنانا جائز نہیں

(۱) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ الخ سورۂ بقر پارہ ۳ رکوع ۳۴۔ ترجمہ۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ ہدائت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا۔ اے پادری صاحب کیسے صاف طور سے قرآن شریف نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

(۲) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ یونسؑ۔ ترجمہ۔ کیا اے محمدؐ تو لوگوں کو مومن بننے کے واسطے مجبور کرتا ہے۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے۔ کہ اپنے سوا دنیا بھر ہر ایک مذہب کو تلوار سے استیصال کرتا ہے۔ اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی آیات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوس کے جانشینوں خلفائے راشدین کے اس چال چلن سے صاف آشکارا ہے۔ کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمدؐ مصطفےٰ کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو یہود تھے۔ اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہودان خیبر کے لئے صلح کے بعد یہودیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا نجران والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو۔ کیا بیت المقدس کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

اے نئے پادری ذرا آنکھیں کھول اور کتب سابقہ تواریخ وغیرہ کو دیکھ۔ تا تجھکو یہ حال بخوبی معلوم ہو جاوے کہ اصل بات کیا ہے۔ صرف ان دو چار زبانی اعتراضوں پر تو بڑا پادری بن بیٹھا ہے۔ جو تجھے تیرے کسی عیسائی بنانے والے نے بتلا دیئے ہیں۔ ذرا انصاف کو کام میں لاؤ۔ اور آنکھوں کے ناخن اوتروا کر کتابیں دیکھو۔

سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتلاتا ہے۔ کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور مکہ میں بھی آں حضرتؐ کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی سلطان صلاح الدین اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ کہ کسی شخص کو اونہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اون کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز و سرافراز پاتے ہیں۔

پس کیسا بڑا ثبوت ہے۔ کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ کیا آپ کو اپنے اوس مسیح پر گھمنڈ ہے جو متی باب ۷۔ آئت ۲۱ میں کہتا ہے۔ کہ جو مجھے خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ یا جس کی تعلیم یہ ہے۔ کہ جو کوئی تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ بائیں بھی اوس کے آگے رکھ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے۔ تو دو کوس چلا جا۔ متی ۵ باب۔ آئت ۳۹۔ پادری صاحب چاہئے۔ کہ میں آپ کو اپنا اسباب اوٹھوا کر سیالکوٹ تک بلے گار پر لے جاتا ہوں۔ آپ میرا اسباب وزیر آباد تک چھوڑ آدیں۔ آئیے اگر اپنے مسیح کے سچے تابعدار ہو۔ یا وہ مسیح جس سے فقیہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے حرام کار اور بد لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونسؑ نبی کے نشان کے سوائے اون کو کوئی نشان دکھلایا نہ جاویگا۔ متی باب ۱۲ آئت ۳۹۔

پھر وہ مسیح جس سے ایک عورت سوال کرتی ہے۔ کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے۔ یروشلم ہے۔ تو اوسکا جواب چونکہ مسیح سے کچھ صاف بن نہیں آیا۔ تو کہہ دیا کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ وہ گھڑی آنے والی ہے۔ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے۔ یوحنا باب ۴۔ آئت ۲۱۔

کیا ایک صاف دل انسان یہ کلام خدا کا کلام مان سکتا ہے۔ اور اوس عاجز انسان کو خدا مان سکتا ہے۔ جو اتنا فیصلہ بھی نہیں کر سکا۔ کہ ہمارا اصلی کعبہ کونسا ہے۔

حال میں ایک لیڈر دین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے۔ کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے۔ صرف اسی قدر ضرورت ہے۔ کہ وہ انجیل کو پڑھے۔ پھر صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کو اس طرح پڑھو۔ کہ جیسے تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اوس کی نسبت ایسے خیالات کرو۔ جیسے کہ تم کسی اور کتاب کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو۔ اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو۔ اور دماغ اوہام سے خالی کر۔ درتب انجیل مقدس کو پڑھو تو تمکو تعجب ہوگا۔ کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی کیوں کر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔

سو پادری صاحب آپ بھی براہ مہربانی اپنے بھائی کے کہنے پر چند منٹ کے واسطے عمل کر کے دیکھ لیں۔ تو آپ کو بھی بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ضرور اس پر عمل کرو۔ پھر مذہب عیسائی جس کے خاص بڑے زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام اونہوں نے یسوع مسیح رکھا ہے

بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۳ برس کی عمر پا کر اس دار دنیا سے گذر گیا۔

جب ہم سوچتے ہیں۔ کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا۔ اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب آلہی میں قبول نہ ہو سکی۔ اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ناامیدی لکھاتا ہوا مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ بھلا ذرا اوس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں زنجیر پاؤں میں چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودیس کی طرف بھیجا گیا۔ اور جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر ملال میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔ اوس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور اونہوں نے ایک دم میں اوس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یہی خدائی کی شان ہے۔

یسوع سے یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا کہ اگر تو اب اپنے آپ کو بچالے۔ تو ہم تیرے پر ایمان لاوینگے۔ تو وہ اون کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کوئی بڑا کام تھا۔ صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنالیں۔ کہ وہ قبر سے زندہ ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اونہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ یہودیوں نے تو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلا دے۔ پر جبکہ اونکے روبرو زندہ نہ ہو سکا۔ اور نہ قبر سے زندہ ہو کر اون سے ملاقات کی۔ تو یہودیوں کے بلکہ ہر ایک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا۔ اور جبتک ثبوت نہ ہو۔ تب تک اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ قبر میں لاش گم ہو گئی۔ تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عند العقل یہی ثابت ہو گا۔ کہ کوئی چورا کر لے گیا ہو گا۔ دنیا میں اس قسم کے آدمی بہتیرے

گذرے ہیں۔ مثلاً ایک باوا نانک صاحب کو دیکھ لو۔ کہ ۱۷ لاکھ سکھ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد معہ اپنے جسم کے بہشت میں چلے گئے۔ اور نہ صرف اعتقاد بلکہ اون کی معتبر کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحب قبول کر سکتے ہو۔ کہ حقیقت میں باوا نانک معہ اپنے جسم بہشت میں چلے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائی پادری دوسروں کے لئے تو فلسفہ یاد دلاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی نامعقول باتوں سے فلسفہ کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتے۔ اے صاحبان ذرا غور کرو۔ اور عقل سے کام لو۔ ایسے فرضی خدا پر بھروسہ کرنا جو اپنا آپ بھی بچا نہیں سکتا کہیں سایہ نہ ہو... (نہیں بچائیگا) آؤ آؤ۔ جلد توبہ کرو۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جو حق اور راستی سے بھرا ہوا ہے۔

میں اس کو اور بھی زیادہ لکھتا۔ مگر عقلمند اور سمجھ والے کے واسطے کافی ہے۔ اور بے عقل کے آگے دفتروں کے دفتر بیکار ہیں۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔** گذارش یہ کہ جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نیز مولوی نور الدین صاحب نے آپ کے سامنے بڑے بڑے مفصل ثبوت رکھدیئے ہیں۔ اور زیادہ ضرورت ہو۔ تو اون کی کتابیں منگوا کر مطالعہ کرو۔ اور ضرور مطالعہ کرو۔ تا کہ تمہیں شاید اللہ تعالے راہ راست پر لاوے۔ آمین ثم آمین۔

فقط۔

اخبار محمڈن لکھتا ہے۔ کہ ۱۸۸۷ء سے انگلستان میں اسلام نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ بہت کچھ ترقی ہوگی۔ سال بسال نو مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جنوری کو ۵ عیسائی ایک دن مسلمان ہوئے۔

پیرس میں فربہ آدمیوں کا ایک کلب کھولا گیا ہے۔ جس کے ممبروں کا وزن بڑھانے کے واسطے یہ قواعد جاری کئے گئے ہیں۔ کہ تمام ممبر ڈٹ کر کھائیں۔ سوئیں اور شراب پئیں۔ اور اون کا مقولہ ہے کہ خوش رہو اور فربہ ہو۔

افسوس۔ کہ یادگار خاندان تیموری پرنس ثریا جاہ صاحب رئیس اعظم دہلی سخت علیل ہیں۔

ایک عالم نے حساب لگایا ہے۔ کہ سطح زمین اگر بالکل ہموار ہوتی۔ تو سمندر کا پانی ہر جگہ پر ۹۰۰ فیٹ بلند رہتا۔

پایہ تخت اٹلی میں ایک شخص نے ۴۲ روز کا فاقہ کیا۔ اس نے اس نمائش سے بہت روپیہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تمام عمر میں اس نے ۲۵۰۰ دن تقریباً ۷ سال فاقے کئے۔

گورنمنٹ بمبئی نے احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ موجودہ طاعون کمیٹی ۳۱ اپریل سے توڑ دی جاوے گی۔ کمیٹی مذکور جدید انتظام کے متعلق میونسپل کمشنر سے مشورہ کرنے کے بعد تجاویز پیش کرے گی۔ قیاس کرتے ہیں۔ کہ موجودہ کمیٹی کے کل اختیارات میونسپل کمشنروں کو ملیں گے۔ اور کل انتظام میونسپل کمیٹی کی طرف سے ہو گا۔

۱۸۹۱ء میں سرکاری انتظام سے مکھن اور دودھ کی فروخت کا ایک کارخانہ الہ آباد میں جاری ہوا تھا۔ ۸ ہزار سرکار نے لگایا تھا۔ اس وقت کارخانہ کی بدولت سرکار کے پاس ۴۴ ہزار کی جائداد ہو گئی ہے جس سے ۱۰ ہزار کا سالانہ منافع ہے۔ پر سال اس کارخانہ سے سرکار نے ۵ لاکھ ۱۸ ہزار پونڈ دودھ اور ۲۶ ہزار ۸ سو پونڈ مکھن فروخت کیا۔

کلکتہ گزٹ میں طاعون کو بنگالہ میں آنے سے روکنے کے لئے یہ قاعدہ شائع ہوا ہے۔ کہ صوبہ بنگالہ کے ریلوے اسٹیشنوں پر اوترنے والے یا بنگالہ ہو کر گذرنیوالے مسافروں کو اپنا صحیح نام اور پتہ بتا دینا چاہئے۔ بہ شرطیکہ افسر پولیس جو اس تحقیقات اور امتحان کے لئے اسٹیشنوں پر تعینات رہے گا۔ دریافت کرے۔ اور افسر پولیس جو برابر ریل پہ سفر کرتا رہے گا۔ کسی مسافر سے ٹکٹ مانگے تو دینا چاہئے۔ جو منزل مقصود پہ پہونچ جانے پر پھر مسافر کو واپس کر دیا جائے گا۔

التقویم العام یعنی پانچہزار برس کی جنتری قاہرہ کے مشہور عربی رسالہ الہلال کے دفتر سے بزبان عربی شائع ہوئی ہے۔ اسمیں مسیحی ہجری اور قبطی سنین کی جنتری ہر ایک سن کی ابتداء سے لے کر پانچہزار برس کیلئے درج کر دی گئی۔ اور ترتیب ایسی سہل رکھی گئی ہے کہ بلا تکلف معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں انگریزی تاریخ کو کونسا دن اور کونسی ہجری یا قبطی تاریخ ہوگی یہ کتاب دفاتر کیلئے بالخصوص ایسی مفید ثابت ہوئی ہے کہ حکومت مصر نے کل سرکاری دفتروں میں اسکی ایک ایک جلد رکھی جانیکا حکم دیا ہے کتاب کا حجم ۸۳ صفحے ہے۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

ہم حسب وعدہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے معلومات کے متعلق یادداشتوں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اللہ تعالےٰ جب تک چاہیگا۔ جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ۔ ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے پاک پرستش کے مستحق معبود کا نام ہے۔

رحمٰن۔ کی تعریف سورۂ فرقان کے اخیر میں سجدہ کی جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ **رحمٰن**۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا۔

رحیم۔ سے مراد اللہ کریم کی وہ صفت مقدسہ مراد ہے جو نیکی کے بدلے نیکی پہونچانے والی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ **بالمومنین رؤف رحیم**۔ س ۱۱۔ پ

الف۔ ہمزہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ عربی کی محاورہ میں **الف** سے مراد ہے۔ کہ ہر ایک سوال جو انسان زبان حال سے کہتا ہے۔ مثلاً یہہ کہ اے خدا مجھے اپنی رضامندی کی راہ سکھلا۔

لام۔ سے تعریف ظاہر ہوتی ہے۔

میم۔ بولنے کے وقت نیچے اور اوپر کے ہونٹ کو ملاتا ہے۔ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں ختم ہوتا۔ اور اس میں الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس کا مطلب یہہ ہوا۔ کہ جو بات انسان کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کی تعریف الفاظ میں اس سورۂ شریف اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے۔

(۲) **الم**۔ کی ترکیب میں ایک **اشارہ ہندسہ** کا نسم بھی دکھایا ہے۔ جو عرب کا خاصہ ہے۔ اس کے معنے **انا اللہ اعلم** (میں اللہ بہت جاننے والا ہوں) بھی ہیں۔ علل چار ہوتے ہیں۔ علت صوری۔ علت مادی۔ علت غائی۔ علت فاعلی۔ علت غائی **ہدی للمتقین** میں بیان فرمائی۔ اور علت صوری **لاریب فیہ** میں۔ اور علت مادی **ذلک الکتاب** میں۔ رہی علت فاعلی اس کا بیان **الم** میں فرمایا۔

الم کے لفظ سے حساب جمل کے طریق پر **رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** کی اوس بشارت کا پتہ بھی لگتا ہے۔ جو اکتیس نبیوں کے چالیس صحیفوں میں مرتسم ہے۔

کتاب۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت آیت نازل ہوتی تھی۔ اوسی وقت لکھی جاتی تھی۔ یعنے لکھی ہوئی۔

ہدی للمتقین۔ کا لب لباب یہہ ہے۔ کہ جو شخص رضاء الٰہی کا طالب اور اوس کی خلقت پر رحم کرنے والا ہو۔ اُس کو قرآن شریف ہدایت کرتا ہے۔

متقین کے معنے **الذین یومنون** وغیرہ میں بیان ہوئے۔ اور یہہ کہ ہدایت اوس کو ہوگی۔ جو سیدھے راستہ پر چلے گا جو اس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ یعنے جس راستہ سے کوئی آدمی ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کو ہم کہیں گے کہ جس راستہ سے وہ ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کے لئے ہمارے یہاں پہونچنے کا راستہ ہے۔ اور جو شخص اُس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ اوس کے لئے فائز المرام ہونے کا ہم کیوں کر دعوے کر سکتے ہیں۔

(۲) جس شخص کے دل میں محبت آگئی ہے۔ کہ خدا اور اوس کا رسول برحق ہیں۔ اور اوس کی کتاب سچی کتاب ہے۔ تو وہ دل میں کہتا ہے۔ کہ میں اوس خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اوسکی خلقت سے ہمدردی اور محبت بس **لتعظیم لامر اللہ وشفقت علی خلق اللہ** اتقار کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اور متقی کی یہی شان ہے۔

(۳) **متقین** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہہ وہ شخص ہیں جنکو ہدایت کی ضرورت ہے۔

[یہ سوال ہوسکتا ہے۔ کہ ہدایت تو اون لوگوں کی چاہیئے جو فاسق اور بدکار ہیں۔ نہ کہ متقیوں کی اور اس لئے انجیل کا یہ قول کہ حکیم بیمار کو مطلوب ہے۔ نہ تندرست کو بہت فضیلت رکھتا ہے؟ مگر یہہ سوال ہدایت کی فلاسفی پر غور نہ کرنے اور صحیفہ فطرت پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ دیکھو آفتاب کا فیضان وسیع اور عام ہے۔ لیکن وہ ناقدر شناس احمق آفتاب کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جو گھر کی کھڑکی اس نیت سے بند کرلے۔ کہ روشنی اندر نہ آنے پاوے۔ آفتاب کی روشنی مخصوص نہیں ہے۔ لیکن اوس کے حصول کے ذریعہ کو ہم پہونچانا لازمی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کریم کی ہدایت مخصوص امر نہیں۔ لیکن صدق نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھانے والے متقی فائز المرام ہوکر انتہا سے فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور نا عاقبت اندیش مستعجل وہم اور شک میں پڑکر بھٹکتا پھرتا ہے۔ مسیح کا قول کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کو ہے۔ بہ ظاہر کتنا ہی چکنا چپڑا اور دل خوش کن نظر آوے۔ مگر مسیحی خود ہی سوچ کر بتلاویں۔ کہ کیا وہ **طبیب** احمق نہ کہا جاوے گا۔ جو یہہ کہے۔ کہ دوائیں کھاتا ہوں۔ اور آرام مریض کو ہوگا؟ کیا کوئی عقل سلیم اور فکر مستقیم اس امر کو مان سکتا ہے۔ کہ مریض کی مرض کا علاج نہ کیا جاوے۔ اور طبیب کی نسخہ دانی سے ہی مرض کافور ہوجاوے۔ ممکن نہیں۔ پس **انجیلی یسوع** کا یہہ قول ایک دل خوش کن وعظ ہو تو ہو۔ مگر اوس کی عملی صورت نہیں۔ پس قرآن کریم کی یہہ بات کیسی فلسفیانہ بنا پر قائم ہے۔ کہ وہ **متقیوں** کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ یعنے جو لوگ صدق اور سوز سے الٰہی راہوں پر قدم مارنے کے لئے نکلتے ہیں پھر اون کی اوس راہ پیمائی کا نتیجہ اوس پر مترتب ہوجاتا ہے۔ اور وہ فلاح پا جاتے ہیں۔ اور یہی علت غائی نزول قرآن کی ہے۔ فتدبر۔ ایڈیٹر)

جلسۂ طاعون

کسی دوسرے مقام پر ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو پڑھیں گے جو بنی نوع انسان کی روحانی ہمدرد اور ناصح مشفق نے محض خلق اللہ کی بھلائی اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ایک ضروری کام میں امداد دینے کی خاطر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ایسے موقع پر کہ لاہور میں ایک عام جلسہ انتظام طاعون کے متعلق ہوا۔ بہت ضروری تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہو جسمیں گورنمنٹ کے انتظام اور تدابیر انسداد کی خوبی عام طور پر ظاہر کی جاوے۔ چونکہ اس روحانی پیشوا کا تعلق ایک جماعت کثیر سے ہے۔ جو ایک بارسوخ اور معزز اور گورنمنٹ کے معتمد عہدہ داروں کی جماعت ہے۔ اس لئے بوثوق امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا اثر بہت ہی مفید پڑے گا۔ جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو بہت ہی فائدہ پہونچے گا۔ یہہ جلسہ **عید الضحیٰ** کی تقریب پر ہوگا۔ ایسے جلسوں کی ہر شہر اور قریہ میں ضرورت ہے۔ اور ایسے شریف دل انسان ان ایام بلاؤ وبا میں بہ کثرت مطلوب ہیں۔ جو ایسے دل سوز ناصح مشفق کی باتوں پر کان دھریں +

مہدی آخر الزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر اوّل

اس مضمون کو ہم نے الحکم کے ابتدائی نمبروں میں شروع کیا تھا۔ لیکن بوجوہات چند در چند یہ مضمون ناتمام کا ناتمام رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ معلومات مسئلہ مہدی کے متعلق اور معلوم ہوئے۔ اونہوں نے پھر آمادہ کیا۔ کہ اس ضروری مضمون کی تکمیل کی جاوے۔ چونکہ یہ سلسلہ چھ مہینے پیچھے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اوسکو قائم رکھنے کے لئے جس قدر نمبر اس مضمون کے شائع ہو چکے ہیں۔ اون کو بھی درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلسل ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مضمون بہت کچھ مفید اور دلچسپ ہوگا۔ **وما توفیقی الا باللہ**۔

ایڈیٹر

مندرجہ بالا نام اسلامی دنیا میں ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کچھ عرصہ سے سوڈان وغیرہ بلاد میں مہدی آخر الزمان کا چرچا ہے۔ فی الحقیقت ایسے آثار اور سماوی نشانات بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو کچھ اوپر ہزار سال پیشتر مہدی کی پیش گوئیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو قریباً تین چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس قسم کی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچی تھیں۔ کہ حجاز اور بعض دیگر سید ھی سادھی اقوام نے مہدی آخر الزمان کے خروج کا زمانہ سمجھ کر اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئے تھے قطع نظر ان باتوں کے کہ مہدی آخر الزمان کا نام پولیٹیکل دنیا میں ایک **مہیب** اور **خونخوار** دکھائی دیتا ہے۔ (جو در اصل ایسا نہیں ہے) اس لئے ہمنے مسئلہ مہدی پر مفصل مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہمارے ان مضامین میں مسئلہ مہدی کی خوب چھان بین کی جائے گی۔ اور مدلل طور پر دکھایا جائے گا۔ کہ در اصل جس **مہدی** آخر الزمان کے آنے کی خبر ہے۔ وہ آچکا ہے اور وہ **صلح** اور **سلامتی** کو دنیا میں پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ نہ تلوار چلانے اور ملک گیری کے خیال سے۔ ہم نہایت ہی معقول طور پر ثابت کر دکھلائیں گے۔ کہ ہمارے بعض مسلمان جو اپنی کوتاہ اندیشی اور کمی تدبر کی وجہ سے کسی **ملک و حشم** کے خواستگار مہدی کے منتظر ہیں سراسر غلطی پر ہیں۔ ہمارے اس مضمون کو شاید بعض کم فہم مسلمان اس بات پر محمول کریں۔ کہ گورنمنٹ کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی خاطر سے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا خیال کریں۔ تو اُن کی سراسر نادانی اور کمزوری ہے۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے ہماری **علت غائی** اور خاص مقصد یہ ہے۔ کہ تا اُن خیالات کو جو ایسے موقعہ پر عموماً پیدا ہو جاتے ہیں۔ دور کریں۔ اور **گورنمنٹ** پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ **مسلمان** ہرگز ہرگز ایسے **خونی** مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ اور نہ اسلام کی کتابوں میں اُس کا کہیں پتہ ہے۔ اور مسلمانوں سے ہمیشہ وفاداری اور فرمان پذیری کی امید کامل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہمارے یہ مضامین پڑھ کر بھی خونی مہدی کا منتظر رہیگا تو **لاریب** ہم گورنمنٹ کو اس کے تدارک پر توجہ دلائیں گے۔ اور ہم اپنے پاک کانشنس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسے آدمیوں کا وجود بے شک خطرناک ہے اور اُن میں سچی اطاعت اور وفاداری کا جوش نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے مخالف مسلمانوں سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ جبتک وہ ہمارے کل مضامین کو جو اس سلسلہ میں شائع ہوں گے۔ نہ **پڑھ لیں**۔ کسی قسم کی **رائے زنی** نہ کریں۔

یہ امر کسی مزید تحقیقات یا دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ جب کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے اپنے مہدی آخر الزمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس بات کا ہمیشہ شبہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ کہ مبادا مسلمان لوگ اب فتنہ و فساد پر آمادہ ہوں اور دنیا میں شورش برپا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے موقع پر ہمیشہ عظیم الشان سلطنتیں حتے المقدور بہت جلد ایسے خیالات کا قلع قمع کرنے کی سعی رہی ہیں۔ اور مدعی مہدیوں کے نابود کرنے اور اُس برے اثر سے جہان کو محفوظ رکھنے میں ساعی رہی ہیں۔ جو **جہلا اور کوتہ اندیش** لوگوں میں متعدی امراض کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھکر خروج مہدی کی چرچا پر مسلمانوں کی حالت کو خطرناک تصور نہ کیا جاوے۔ ہمنے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس مبارک اسلامی پیشین گوئی کی اصلیت کو پولیٹیکل لحاظ سے عوام کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔

مہدی کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے اور اُس کی متعلق احادیث کا سلسلہ اس قدر طویل ہے۔ کہ ایک دو آرٹیکلوں میں اسکے ہر ایک حصہ پر بحث کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر تاہم ہم حتی الوسع اس مسئلہ کو پورے طور پر صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علماء اہل اسلام نے مہدی آخر الزمان کی بشارت کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض نے تو اس مسئلہ کے سخت لتے لئے ہیں۔ اور سرے سے انکار ہی کیا ہے۔ کہ حضور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مہدی کی بشارت ہی نہیں دی۔ اور ان تمام احادیث کو جو مہدی کے بارہ میں ہیں۔ **حصول خلافت** کا بہانہ اور بالکل وضعی قرار دیا ہے۔ بعض نے گو بالکل انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مدار بالکل کمزور اور ضعیف روایتوں پر رکھا ہے اور بعض نے اس بشارت کو صحیح اور یقینی مانا ہے۔ اور وہ **معترف** ہیں کہ مہدی کے بارہ میں نبوتی پیشین گوئی ضرور ہوئی ہے۔

علماء کے یہ تین گروہ مہدی آخر الزمان کی بشارت کے متعلق ہیں۔ اس کو ہم یہیں چھوڑ کر ہر ایک پہلو پر ایک غائر نظر کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ کہ تمام اہل اسلام بالاتفاق ایک آئندہ مہدی کا انتظار ضرور کر رہے ہیں۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی حصہ ملک میں رہتا ہو۔ اور خواہ کیسی ہی مختلف سوسائٹی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مرتبہ اُس کے کان میں یہ آواز ضرور پہنچ چکی ہے۔ کہ آخیر زمانہ میں ضرور پیدا ہوں گے۔ اور اُن سے پھر اسلام کا غلبہ ہو جائیگا۔ پس یہ امر ماننا پڑے گا۔ کہ اہل اسلام ایسی معقول اور زندہ قوم میں اس قسم کا خیال عام ہونا کبھی بھی بلا وجہ اور فضول نہیں۔ ضرور ہے کہ اس کی تہ میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہو۔

جو لوگ بشارت مہدی کے سرے سے منکر ہیں اور انہوں نے مہدی والی حدیث پر ایک وسیع اور مبسوط بحث کی ہے اور ایک روایت کے مضمون اور اُسکے راوی کی کیفیت پر ایک روشنی ڈالی ہے۔ اور اس وقت تمام پولیٹیکل حالتوں کا خاکہ کھینچ کر ثابت کیا ہے کہ کس کس موقع پر اور ضرورت پر ایسی احادیث کی تراشش عمل میں آئی۔

مثلاً ایک حدیث ابوداؤد میں ام سلمہؓ کی روایت سے درج ہے جس میں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک شخص مدینہ سے مکہ کی طرف آئیگا۔ رکن اور مقام کے درمیان لوگ اسکی بیعت کرینگے۔ پہلی دفعہ جو لشکر شام سے آئے گا۔ بغیر فتح کے واپس چلا جائے گا۔ یعنی **فیخسف بہم البیداء بین المکۃ والمدینۃ** ۔ خسف سے مراد واپس چلا جانا۔ اس حدیث کے تمام واقعات ہیر پھیر کر کے عبداللہ بن زبیرؓ کے واقعہ سے ملتے جلتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر کا مدینہ سے مکہ کو جانا۔ اور رکن اور مقام میں عبداللہ بن زبیر سے لوگوں کا بیعت کرنا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو جگہ بیداء ہے۔ وہاں سے لشکر مدینہ کا جو شام سے آیا تھا واپس ہونا۔ یہ سب واقعات اس بات کی کافی شہادت ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس حدیث میں کہیں بھی مہدی کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث اسی پولیٹیکل شور و شر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔

اسوقت جو حالت اقوام کی تھی اور جس طرح پر اندرون حصول خلافت کے لئے جائز و ناجائز مساعی کی جارہی تھیں۔ وہ تاریخ بتلاتی ہے۔ اور اُن پر نظر کرنے سے یہ شہادت اور بھی ترقی کر جاتی ہیں۔ مثلاً بنو عباس اور بنو فاطمہ ایک دوسرے کے بالمقابل حصول خلافت کی تدابیر میں مصروف تھے۔ بنو عباس نے جب خراسان میں قیام خلافت کا ارادہ کیا۔ تو بنو فاطمہ نے بھی خراسان میں اپنی خلافت قائم کرنے کا عزم کیا۔ قطع نظر اس کے بنو امیہ کا اس زمانہ میں سخت زور تھا۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف دار بنو امیہ کو ہٹا کر عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس پر اہل اسلام کے چار فرقے بن گئے تھے۔ اول وہ جو بنو امیہ کے طرف دار تھے۔ دوسرے عبداللہ بن زبیر کے تیسرے بنو عباس کے چوتھے بنو فاطمہ کے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ایک ڈاکٹر صاحب نے ولائت سے ڈھاکہ میں ایک دوست کو لکھا ہے۔ کہ جب ولائت میں بیماری طاعون کی بڑے زور شور سے پھوٹی تھی۔ تو کوئی آدمی محلہ موچیاں میں بیمار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ موچی لوگ پرانا چمڑہ جلایا کرتے تھے۔ نیز پورانے چمڑے جلے ہوئے کی راکھ بیمار کو کھلانے سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور دھوآں چمڑہ مذکور کا مکان کے اندر بیماری کو آنے سے روک دیتا ہے۔

عہد میثاق اور علوم جدیدہ

(حضرت آدم ؑ کی پشت سے بروز میثاق تمام ذریت کا نکلنا اس پر نیچرل خیالات اور اُن کا رد علوم جدیدہ سے)

قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ خدا نے حضرت آدم کی مبارک پشت سے کل اولاد کو اونکی عالم ذریت میں نکالی یعنے جس قدر بنی آدم قیامت تک ہوں گے۔ سب حضرت آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور انہیں حس و حرکت اور عقل دی گئی۔ اور خدا نے ان سب سے اپنی خدائی کے اقرار کا اور دیگر امور کا عہد لیا۔ چنانچہ ہمارے نبی کی نبوت وغیرہ جملہ عقائد کا لیسے آیات اور احادیث کو منکر حضرات نیچری اور دہریہ قہقہہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کی واقفیت سے انکار کر کے چند شبہات وارد کر کے اس کو محال اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ شبہات مع اون کے رد کے ہم بیان کرتے ہیں۔

پہلا شبہ ۔ یہ ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں اتنی گنجائش کہاں تھی۔ کہ بے شمار غیر متناہی ذریت اوس سے نکالی جاتی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حال کی تحقیق اور تجربات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک قطرہ پانی میں اس قدر کیڑے چھوٹے چھوٹے زندہ موجود ہیں جس قدر آدمی دنیا میں اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ اون سے زیادہ پر چونکہ مردم شماری سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اتنے آدمی ہر وقت دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اب ایک قطرہ کی جسامت اور حضرت آدم کی پشت کی جسامت سے نسبت دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں کس قدر گنجائش تھی۔

اگرچہ ہمکو پوری مساحت پشت حضرت آدم کی تحقیق معلوم نہ ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اون کی جسامت کروڑ ہا قطرہ کے برابر ضرور تھی۔ اب یہ شبہ تو باطل ہو گیا۔ رہا یہ خیال کہ ذریت آدم ؑ کی غیر متناہی ہے۔ اس کو بھی باطل سمجھو۔ کہ اون کی ذریت کے پیدا ہونے کی ابتدا اور فنا ہونے کی انتہا دونوں طرف زمانہ محدود میں ہے۔ پس زمانہ متناہی میں غیر متناہی ذریت کیونکر ہو سکتی ہے۔

ایضاً ہم کو نقشہ ولادت اور وفات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہے کہ روزانہ بلکہ فی منٹ[1] اس قدر آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس قدر مرتے ہیں۔ اور علوم متعارفہ (۲ و ۳) اقلیدس میں ثابت ہے۔ کہ اگر مقدار متناہی پر مقدار متناہی بہ شمار متناہی بڑھا لی جائے۔ تو مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔ یا مقدار متناہی سے مقدار متناہی بدفعات متناہی کم کیجائے تو باقی بھی متناہی رہے گا۔

لہذا ابتدائے ولادت سے بنی آدم کے تا روز قیامت جس قدر آدمی پیدا ہوں گے۔ اور جس قدر مریں گے۔ سب کا مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔

بلکہ اگر سچ پوچھئے۔ تو یہی خبر دہی ہمارے قرآن کی ہمارے سچے نبی کی زبانی ہمکو تعیین روز قیامت کی بھی خبر دیتی ہے۔ اگر ہم کو پوری جسامت حضرت آدم ؑ کی پشت کی معلوم ہو جاوے۔ اور ایک قطرہ پانی سے اس کی نسبت۔ تو قاعدہ اربعہ متناسبہ کو لحاظ کر کے قطرہ کے کیڑوں کو ذریت آدم سے حساب کر کے زمانہ ابتداء و انتہائے ولادت بنی آدم معلوم کر لیں۔ مگر چونکہ پوری جسامت پشت حضرت آدم کی آج معلوم نہ رہی۔ لہذا مجبوری ہے۔

دوسرا شبہ ۔ اتنی ذریت کے نکلنے کی راہ حضرت آدم کی پشت میں کہاں تھی۔ اس کا جواب بھی تحقیقات جدیدہ سے آسان ہو گیا۔ جبکہ جسم انسانی کی ایک بالشت مربع میں چار لاکھ مسام ہیں۔ تو حضرت آدم ؑ کی پشت کی مساحت کو خیال کرو۔ کتنے بالشت مربع تھی۔ اور فی بالشت مربع سے چار لاکھ کے حساب سے کس قدر ذریت نکل سکتی تھی۔

تیسرا شبہ ۔ یہ چھوٹے چھوٹے ذرہ خواہ کیسے ہی ذریت آدم زندہ کیوں کر ہوئی۔ اور ان میں عقل اور گویائی کیونکر آئی۔ اس کا جواب بھی جدید تحقیقات سے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ علم حیوان کے علما نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو پانی کے قطرہ میں تیرتے پھرتے (باقی آئندہ)

---

[1] یہ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں موتیں ہر منٹ میں ۷۲ - ہر روز میں ۱۹۷۷۹۰ اور ہر سال میں ۲۵۶۳۹۸۲۵ ہوتی ہیں اور پیدائش کا حساب ہر منٹ میں ۷۰ ہر روز میں ۱۰۰۸۰۰ اور ہر سال میں ۳۶۶۹۲۰۰۰ ہے۔ سرایڈیٹر

ولایتی چٹھی

اس عنوان کے تحت بعض ناظرین نے مجھ کو [illegible] پیسہ اخبار لاہور میں ولایتی نامہ نگار کے مضامین پڑھے ہوں گے [illegible] اس عنوان کے نیچے اپنے ایک عزیز بھائی کے مضامین درج کیا کریں گے۔ جو ہندوستان سے باہر [illegible] ناظرین کو ان مضامین کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ [illegible] ہو کر کن لوگوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور [illegible] ہمارا نامہ نگار ہمارا ایک نوجوان بھائی [illegible] ہے۔ جو مشرقی افریقہ [illegible] دارالامان [illegible] وقت [illegible] انہوں نے اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کیا۔ [illegible] اس قسم کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ ایڈیٹر

مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۵ء [illegible] رات کو [illegible] سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے [illegible] فروری کی آخری شام [illegible] جو ہم نے امام الزمان میرزا غلام احمد صاحب کی بستی میں [illegible] گذاری تھی۔ اور اپنے [illegible] اور ہماری سواری اور حضرت اقدس کی [illegible] آپ کو دکھلایا گیا تھا کہ اس [illegible] میں [illegible] بعض [illegible] سے دارالبقا کی طرف [illegible] جانے والے ہیں۔ [illegible] تمام اپنے اسباب قدرت نے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ اس دن کی شام کو اگر ہم [illegible] اور پاک زندگی حاصل کی [illegible] آخری شام کہہ دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ [illegible] آفتاب صداقت کو خداوند تعالے نے اہل دنیا کی [illegible] اور پاک [illegible] چڑھایا تھا۔ اس کی [illegible] بلندی اور صداقت کی چمکتی ہوئی کرنوں [illegible] آپ [illegible] سے ہم اپنے پژمردہ دل کو [illegible] تھے۔ [illegible] آخری گھڑی تھی۔ [illegible] حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا [illegible] خلافت کی [illegible] تھا۔ اب چونکہ [illegible] روانہ ہونا [illegible] دعا کی [illegible]

کے فاسد خیالات و جذبات کا عذر کرے۔ اور حقیقی اور پاک نور سے دل کو روشنی بخشے۔ اس غرض کے جواب اور علاج میں حضرت اقدس نے چار امر فرمائے۔ کہ جن کو ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی اطلاع اور تبلیغ کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا۔ (۲) موت کو یاد رکھنا۔ (۳) سفر کے حالات قلم بند کرتے رہنا۔ (۴) اگر ممکن ہو۔ تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

اس کے بعد عشاء کی نماز با جماعت گذار کر ہر ایک بھائی سے ہم نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اس وقت کا نظارہ بھی بے شک ایک قابل ذکر نظارہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں اپنے عزیز و اقارب اور یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق آج کل کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سفر کی آسانی کے سامان اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے بنی نوع انسان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں۔ پڑتا رہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اللہ تعالے کا فضل و کرم ہمارا دستگیر ہو کر اس پاک سلسلہ اور پاک جماعت میں لایا کئی بار ہمیں بھی اپنے عزیز و اقارب و یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق پڑا تھا۔ لیکن اس الوداع اور اس الوداع میں ایک ایسی امتیازی والی بات تھی۔ جو ہمارے دل کو اس امر پر اطمینان دلانے کے لئے کافی ثبوت ہو سکتی ہے۔ کہ جس شخص سے ہمارا تعلق [illegible] ہے۔ اور اس کے با اخلاص مریدوں کو اللہ تعالی کے ساتھ محکم تعلقات ہو جانے کا کس قدر شوق اور امنگ دل میں بھر گیا ہے۔ اور ہم نے اپنی جان اور مال کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت نہیں کیا۔ جس نے اس [illegible] دنیا کے لئے کوئی مکر و فریب بنایا ہو۔ بلکہ جس طرح ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک آدمی کامل کی شناخت اس کے مریدوں کی تڑپ اور [illegible] خدا کے ساتھ دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔ اس الوداعی نظارہ میں ہم نے دیکھا۔ کہ ہر ایک ہمارا روحانی بھائی بڑے تپاک سے معانقہ اور مصافحہ کرتا۔ اور زاد سفر کے لئے ایک خاص امانت کے ذریعہ سے ہماری اعانت کرتا تھا۔ [illegible] امانت یہ تھی کہ ہر ایک بھائی اس نیت سے کہ مسافر کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اپنے اپنے لئے دعا کا وعدہ ہم سے

لیتا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے نماز میں فلاں امر کی دعا کرنا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے استقامت کی دعا کرنا۔ اور کسی نے کہا [illegible] اپنے حق میں دعا کے لئے کہا۔ اور [illegible] بھی فرمایا کہ جہاں جس وقت نماز پڑھتا ہو۔ تو اس موقعہ پر ہمارے لئے دعا کرنا۔

[illegible] اور اپنا سامان سفر درست کر لیا [illegible] رات کے ۲ بجے کے قریب قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ۹ بجے لاہور پہنچے۔ [illegible] ناظرین کے چونکہ بمبئی کے راستہ [illegible] اور دن کی گاڑی ٹائم ہر ایک مسافر کو بھیج [illegible] جو جہاز مورخہ ۸ فروری کو روانہ ہوتا تھا۔ [illegible] اس [illegible] سواری کا انتظام [illegible] خداوند کریم نے ابھی اس سرزمین کا آب و دانہ اور چند دن [illegible] سے بڑے پیار و محبت سے اپنے [illegible] ایک نور نازل کیا۔ اور اس کا [illegible] عبد [illegible] کو بتایا۔ جو قادیان کا [illegible] مورخہ ۵ فروری کو بمقام [illegible] صاحب نے اس عاجز کو اطلاع دی۔ کہ جہاز ۸ تاریخ سے ۱۵ تاریخ کو روانہ ہوگا۔ اور اس طرح [illegible] ایک ہفتہ اور لاہور میں ٹھہر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ وقفہ قادیان میں ایک بار پھر ہو آنے اور ان نورانی شکلوں کی ایک بار پھر زیارت کر لینے کے لئے عمدہ موقعہ تھا۔ جن کو اللہ تعالے اس وقت کل عالم میں سے برگزیدہ کر کے اپنی خاص خدمات کے لئے چن لیا ہے۔ تاکہ دنیا میں صلح اور امن کی زندگی پھیلے اور ہر ایک قسم کے شر اور فساد کی جڑ دور ہو جاوے۔ مگر [illegible]

دل [illegible] دل [illegible] نہ ہو پائی

[illegible] کام [illegible] متعلق روانگی کی اجازت [illegible]

مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۵ء کو جب کہ [illegible] دہلی [illegible] گذر رہا تھا۔ کہ دیوار پر ایک اشتہار چسپاں [illegible] لاہور کا مطبوعہ تھا۔ اس کے [illegible] بہت موٹے خط میں چونکہ لکھا تھا۔ اس لئے ہر ایک رہ گذر کی نظر اس کی طرف کھنچ جاتی تھی۔ چنانچہ پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک لڑکی جو کہ سیدانی تھی

مرض فالج میں بعرصہ ۱۴ سال سے مبتلا تھی۔ ساعدہ مقام میں جناب امام حضرت محمد مہدی ع کے توسل سے فوراً چشم زدن میں شفایاب ہوگئی ہے۔ اس بیمار کو صاحب مشتہر نے اس زمانہ میں معجزہ قرار دیا ہے۔ ہمیں اس سے تو غرض نہیں۔ کہ کسی کا دل دکھاویں۔ اور ناحق دوبرو بیٹھے کسی کی بدظنیوں کا نشانہ بنتے رہیں۔ مگر چونکہ صاحب مشتہر سے ہمارا بھی کچھ مذہبی تعلق ہے۔ اس لئے ہمدردی کے خیال سے اتنا ضرور کہہ دینگے۔ کہ اس زمانہ کی روشنی میں جب کہ ہر طرف عمل مسمریزم کا چرچا ہے۔ اور ایسے معجزات کی حقیقت کو اس عمل نے خاص کرکے بہت ہی کچھ کھول دیا ہے۔ تو پھر ایسے علاج کیا کسی خاص فرقہ مذہب کی صداقت کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ ہندو اور عیسائیوں نے مشق کرکے بیماریوں کا علاج اس عمل کے ذریعہ کیا ہے۔ تو کیا اب اون کے اس فعل کو معجزہ قرار دے کر اون کے مذہب کی تصدیق کی جاوے۔ اور ایسے ہی بے بنیاد اور بے سروپا معجزوں کی ایک لمبی فہرست صاحبان مسیحی وغیرہ نے انجیلوں میں درج کرکے حضرت یسوع کی خدائی ثابت کی ہے۔ تو کیا اون کو فی الواقع خدا ہی جان لیا جاوے۔ افسوس ہے کہ جن شخصوں کے ہاتھ میں قرآن جیسی کتاب اونکی امام موجود ہے۔ تو وہ ایسے ایسے لچر حیلوں کو کیوں پیش کرکے ایک موٹی سمجھ عقل کے انسان سے بھی محل اعتراض بنتے ہیں۔ اور اون کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ کسی مذہب کی خوبی کن باتوں پر مبنی ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء

آج کا دن بھی ایک مبارک دن تھا۔ کہ جو کبھی مشکل سے بھولے گا۔ اس دن کی شام خصوصیت کے ساتھ بہشت سی برکتوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ جس نے ہمارے مکان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالے کی محبت اور نور سے جیتے ہوئے دو چہروں سے روشن اور منور کر دیا تھا۔ جو شخص اس حال کو ایک ذرا سی عمیق نظر سے بھی غور کرے گا۔ تو امید ہے۔ کہ اوس پر مصداق قول کا صدق ضرور کھل جاوے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ آج لاہور میں دن بھر بوندیں پڑتی رہیں کہ جس کی وجہ سے ہر ایک گلی کوچہ اور سڑک ایک دلدل بنا ہوا تھا۔ اور عین مغرب کی نماز کے وقت جب کہ بندہ شہر سے اپنے سفر کے لئے چند ایک اشیاء ضروریات خرید کرکے لا رہا تھا۔ مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ہمارے روحانی بھائی مفتی محمد صادق صاحب۔ اور مولوی فضل الٰہی صاحب قصبہ فرنگ سے واپس آتے ہوئے ملے۔ ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ بندہ کی تاریخ روانگی ۱۲ فروری مشہور ہو چکی تھی۔ اس لئے الوداعی ملاقات کے لئے یہ دونوں اصحاب عاجز کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ اور بہت سے انتظار کے بعد آخر مایوس ہوکر اب پھر واپس چلے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالے کو اپنے سچے مومنوں اور راستی کے قبول کرنے والوں اور صدق پر مشتمل پروانہ بر شمع کے گرد گرد مرنے والوں کی خاطر منظور ہوتی ہے۔ اور اون کی ادنے تکلیف بھی وہ اپنے مخلص بندہ کی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ عاجز کہ جس کی ملاقات ان دو صاحبوں کی مطلوب چیز تھی ان کی ٹوٹتی ہوئی امیدوں کے وقت آحاضر ہوا۔ اور پھر ہم ہر سہ اشخاص مل کر مکان پر آئے۔ چونکہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور یوم الفطر بھی تھا۔ اس لئے سب سے اول وضو وغیرہ کرکے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں سب نے مل کر ماحضر تناول کیا۔ اور باوجودیکہ سخت اندھیری رات تھی۔ اور پانی کی بوندیں گرتی تھیں ابھی پورے طور سے بند نہ ہوئی تھیں۔ کہ ان ہر دو بزرگوں نے رخصت طلب کی۔ اگرچہ میں نے اس اندھیری رات اور دلدل بھرے راستہ میں ان کا جانا گوارا نہ کیا۔ مگر تاہم بنی نوع انسان کی سچی خدمت گذاری اور ہمدردی اور محل شناسی اور موقع بینی کی جو روح ان کے دلوں میں پھونکی گئی تھی۔ اوس نے ان کو رات کو عاجز کے مکان پر قیام نہ کرنے دیا۔ اور آخر یہ کہہ کر کہ چونکہ آپ کی آخری رات اپنے اہل و عیال میں ہے۔ ہم اہالیان خانہ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے۔ وہ دونو صاحب قریب ۹ بجے رات کے شہر لاہور کو روانہ ہوگئے۔ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی نظیر ان ہمارے دوستوں نے دکھائی۔ جس کی اس زمانہ کو بہت ضرورت ہے اور خصوصاً اہل اسلام کو۔ کیونکہ اس سخت اندھیری رات اور پانی برسنے اور تمام راستہ میں کیچڑ دلدل کی کثرت ان تمام تکلیفوں کو ہمارے دوستوں نے برداشت کیا مگر اون کے وہاں قیام کرنے سے جو تکلیف تھوڑی یا بہت کہ دراصل جس کی مقدار ان کی تکالیف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھی۔ اہالیان خانہ عالم مستورات کو پہونچ سکتی تھی۔ اوس کو ان کے رحم نے کبھی اور دوسرے کو آرام دینے والے دل نے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالے اون کو اس ایثار کی جزائے خیر دے۔

آج مغرب اور عشاء کی نماز ہمارے بھائی محمد صادق صاحب نے پڑھائی۔ اور جو دعائیں اون میں آخری رکوع کے بعد اونہوں نے اپنے معطی کریم سے طلب کیں۔ وہ مجھے بہت ہی پیاری لگیں۔ اور اون کی اس اخلاص بھری نماز نے عاجز کے دل کی بہت سی آلودگی کو دھو دیا۔ اور جس ادب اور تضرع کی آواز سے اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں التجا کرتی چلی گئی۔ وہ واقعی بحق مجھے ان کی نماز سے زیادہ تر توضیح کے ساتھ معلوم ہوئے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کوئی دن ایسا نہیں چھوڑتے۔ جس میں دو تین دفعہ دن میں اس کے چشمہ سے پانی نہ پی آویں۔ جسے فارسی نسل کا ایک شخص آسمان سے زمین پر لایا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم وہ ہیں کہ اس چشمہ نور سے ہزاروں کوس دور پڑے ہیں۔ ادھر رفیقانِ مادی اور دینی بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۹ء

آج شام کو بندہ کی روانگی لاہور سے تھی۔

مکان سے رخصت ہوتے وقت کل اہالیان خانہ کے ساتھ مل کر اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں سفر کے لئے دعا کی گئی۔ ۵ بجے کے قریب جب بندہ مکان کے دروازہ باہر نکلا۔ تو مستورات میں ایک کہرام کا عالم تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی۔ جس سے آنسو نہ نکلتا ہو۔ اور کوئی چہرہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر حسرت اور مایوسی کے آثار نہ ہوں۔ ان لوگوں کی مؤثر بے کلی کی حالت نے آخر میرے دل پر بھی اپنی تاثیر کی اور ایک دراز سفر اور جدائی کی یاد نے آخر آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔

اوس وقت جب کہ عزیز و اقارب کی محبت معہ جدائی قلب کے اوپر مختلف قسم کے حملہ کر رہی تھی کہ فوراً تائید ایزدی سے مجھے اپنے ایمان کو پرکھنے کا

خیال آیا اور یہ آیت بوقت دل پر گونجتی رہی۔ **والذین آمنوا اشد حبًا للّٰہ**۔ پس ہر ایک اس کے گذرنے ہی ساتھ ہی اوس وقت سفر آخرت کا خیال بھی گذرا۔ کہ جس نے پہلے صدہا تندی کچھ تابانی کی۔ اور اوسی حال میں موت کے وقت امراض کا انسان کو لاحق ہو جانا۔ اللہ تعالےٰ کی ایک بڑی مہربانی انسان کے حال پر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ جدائیاں جو انسان وقتاً فوقتاً اپنے عزیز و اقارب سے پیش آتی رہتی ہیں۔ چونکہ وہ یقینی ہوتی ہیں۔ اسی وجہ اونکا صدمہ دل پر محسوس ہوتا ہے۔ اور ان جدائیوں میں کوئی شرط ایسی ساتھ نہیں ہوتی۔ کہ جس کی وجہ سے دل تسلی پا سکے۔ اور شائد کا لفظ استعمال کر کے اپنے غم و ہم سے کچھ عرصہ کے لئے نجات پا سکے۔ بخلاف اس کے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ موت بھی ایک یقینی جدائی ہے۔ مگر مرنے والے کو ایک تو یہ خبر نہیں ہوتی کہ میں ضرور اس مرض سے مرجاؤنگا۔ دوسرے چونکہ وہ اپنی عمر میں پہلے بھی کئی بار بیمار ہو ہو کر شفایاب ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ عام قانون قدرت یہی نظر آتا ہے۔ اور یہہ امید لگی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ شائد میں اب بھی تندرست ہو جاؤں۔ اس لئے اپنے عزیزوں کی جدائی کا صدمہ جو کہ دل کو بہت ہی مضمحل کرنے والا اور حسرت اور افسوس کی سرد آہیں نکلوانے والا۔ اور خون کو پانی بنا کر آنکھوں سے بہانے والا ہوتا ہے۔

اوس ابدی حاجر کو ہرگز نہیں ہوتا۔

تیسری۔ چونکہ موت کے وقت انسان کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے خیالات دنیاوی سے بیماریوں نے چھٹکارا کر کے اوسے کسی اور ہی اودھیڑبن میں لگایا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بھی وہ ایسی جدائیوں کے صدمہ کو عام طور پر محسوس نہیں کرتا۔ غرضیکہ موت کے وقت مختلف عوارضات کا انسان کو لاحق ہونا بھی اللہ تعالےٰ کی بنی آدم پر ایک رحمت ہونے کا خیال اپنے دماغ میں لئے ہوئے بندہ مکان سے رخصت ہوا۔ اور لاہور ریلوے سٹیشن پر نماز مغرب سے کچھ عرصہ پیشتر جا پہونچا۔ جہاں پر قلبی محبان مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب اور ایک اور بھیڑ رہی صاحب موجود تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مرزا ایوب بیگ و مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آن پہونچے۔ اس وقت میں نے ان صاحبوں کے آگے اپنا وعدہ سفر کے حالات نویسی کا برادرم یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ساتھ جو تھا۔ اوس کا ذکر کیا جس کو سنکر مفتی محمد صادق صاحب نے جہاں بہت خوشی کا اظہار کیا۔ وہاں آپ نے ذرہ لکھنے کے قابل ایک امر معروف بھی بندہ کو کیا۔ کہ جو ان حالات نویسی کی روح تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان تمام تحریروں میں اخلاص کا خیال ضروری ہے۔ کیونکہ انسان بہت سی تقریریں کر سکتا ہے۔ اور لکھ سکتا ہے۔ مگر اس امر کی دعا ضرور چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے قول و فعل کو ایک سا جیسا کر دے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے محسن مفتی صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اون کے ارادوں میں کامیاب کرے۔ گاڑی کے چلنے میں شائد ایک دو منٹ رہے ہوں گے۔ کہ دوڑتے دوڑتے بھائی شیخ عبداللہ اور حکیم فضل الٰہی صاحب بھائی معراج الدین صاحب اور شائد اور بھی کوئی صاحب ان کے ہمراہ ہوں گے۔ مگر بندہ کو یاد نہیں۔ آ پہونچے۔ اور مصافحہ کر ہی رہے تھے۔ کہ گاڑی روانہ ہو لی۔

اس سٹیشن کی ملاقات پر ہمارے محسن بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے ایک اور بھی ایسا کام کیا۔ جو کہ در اصل قابل تقلید ہے۔ آپنے اس حدیث کے موافق کہ مسافر کی دعا مقبول بارگاہ عالی ہوتی ہے۔ میری نوٹ بک پر اپنی لاہور کی جماعت کے ممبروں کے نام جس قدر اون کو اوس وقت یاد آسکے۔ اس غرض سے نوٹ کر دیئے۔ کہ میں اون تمام اصحاب کے لئے سفر میں دعا کرتا جاؤں۔ اور اس طرح سے ایک غائبانہ مدد اون تمام اشخاص کی مفتی صاحب نے فرمائی۔ کہ جن کے نام اونہوں نے تحریر کر دیئے۔ اور وہ نام یہہ ہیں۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جماعت لاہور۔ خلیفہ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ قاضی غلام حسین صاحب۔ مفتی ظفر محمد صاحب۔ فی الواقع جس قدر حسنات کے بڑھانے میں ہمارے یہہ بھائی مفتی محمد صادق صاحب بڑھے ہوئے ہیں۔ اس پر ہمیں بھی رشک آتا ہے۔ اور ہم اونہی سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے بھی دعا فرماویں۔ کہ جس قدر سوز و گداز اور بنی نوع اور خصوصًا اپنی جماعت کی سچی ہمدردی اون کے قلب میں بھری گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو بھی عنائت کرے ٭

جس وقت بندہ ریل پر سوار ہوا۔ اوس وقت بخار ہوا ہوا تھا۔ اور چونکہ ہر سٹیشن پر طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے خطرہ تھا۔ اس لئے لاہور سے روانہ ہوتے ہی یہہ فکر دامن گیر ہوئی۔ کہ خدانخواستہ اگر کسی سٹیشن پر اتارے گئے۔ تو جہاز نہ مل سکے گا۔ اور اس طرح پھر ہفتہ دو ہفتہ کی دیر ہو جاوے گی ٭ (باقی آئندہ)

محمد افضل
۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

جلسۂ طاعون

چونکہ یہہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارہ میں اب تک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی فوائد کے جو ان ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھائے جائیں اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کر کے ۱۰ اپریل کو ... اس جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ باتیں ... اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے لہٰذا یہ وقت ٹھیک وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کی پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں اور بدبخت جھوٹوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں۔ ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے اس میں بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی لیکن ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو تو لوگ ہرگز اس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی ہمارا فرض تھا کہ اس حکم کی مخالفت کرتے اور تین یا دو رات کے بعد اس گھر سے نکلنا شروع کر دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ نادانوں کی بیجا وہ ... بلکہ اپنی سچی خیر خواہی رعایا ... ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہ لوگ اس حکم کو کہ جو اپنی ... کسی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے تاہم ایسی ہمدردی کے نمونہ نہایت ضروری ہیں کیونکہ ... ہیں کہ ایسی حکمت عملی ہو جو عجیب بھی ہو اور نہیں بھی ... اور میں ... غائت درجہ حمایت چاہئے اور مصیبت میں جو ... کو ... مشکلات اوقات میں بجز گورنمنٹ ... شفقت پدری کی طرح جس طرح ... ان مشکلات کو آسان کرنا ... کی بہتری کی تجویز سب لوگ ... اللہ تعالےٰ کے لیکچرات ... نجیر ... والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۲۲ اپریل ۱۹۰۵ء الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

نوٹ - یاد رہے کہ اگرچہ